

جب صفين میں دشمن سے دوب دہو کر لئے کا ارادہ کیا تو فرمایا  
اے اللہ! اے اس بلند آسمان اور سماں ہوئی فضا کے  
پروردگار! جسے تو نے شب و روز کے سر چھپا نے،  
چاند اور سورج کے گردش کرنے اور چلنے پھرنے والے  
ستاروں کی آمد و رفت کی جگہ بنایا ہے اور جس میں بسنے والا  
فرشتوں کا وہ گروہ بنایا ہے جو تیری عبادت سے  
اکٹاتا نہیں۔

اے اس زمین کے پروردگار! جسے تو نے انسانوں کی قیام گاہ اور  
حشرات الارض اور چوپاؤں اور لاعداد بیکھی اور ان دیکھی مخلوق کے  
چلنے پھرنے کا مقام قرار دیا ہے۔

اے مضبوط پہاڑوں کے پروردگار! جنہیں تو نے زمین کیلئے میخ  
اور مخلوقات کیلئے (زندگی کا) سہارا بنایا ہے۔ (اے اللہ!) اگر تو نے  
ہمیں دشمنوں پر غلبہ دیا تو ظلم سے ہمارا دامن بچانا اور حق کے سیدھے  
راستے پر برقرار رکھنا اور اگر دشمنوں کو ہم پر غلبہ دیا تو ہمیں شہادت  
نصیب کرنا اور فریب حیات سے بچائے رکھنا۔

کہاں ہیں عزت و آبرو کے پاسبان؟ اور کہاں ہیں مصیبتوں کے  
نازال ہونے کے وقت نگ و نام کی حفاظت کرنے والے باغیرت؟  
(اگر بھاگے تو) نگ و عار تمہارے عقب میں ہے اور (اگر بچے رہے  
تو) جنت تمہارے سامنے ہے۔

--☆☆--

## خطبہ (۱۷۰)

تمام حمد اس اللہ کیلئے ہے جس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو  
اور ایک زمین دوسری زمین کو نہیں چھپاتی۔

لَكُمْ عَزَمٌ عَلَى لِقَاءِ الْقَوْمِ بِصَفَّيْنِ

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوعِ، وَ الْجَوِّ  
الْبَكْفُوفِ، الَّذِي جَعَلْتَهُ مَغْيُضًا لِلَّيْلِ وَ  
النَّهَارِ، وَ مَجْرِي لِلشَّمِسِ وَ الْقَمَرِ، وَ  
مُخْتَلَفًا لِلنُّجُومِ السَّيَّارَةِ، وَ جَعَلْتَ  
سُكَّانَهُ سِبْطًا مِنْ مَلِئَتِكَ، لَا يَسْأَمُونَ  
مِنْ عِبَادَتِكَ.

وَ رَبَّ هَذِهِ الْأَرْضِ الَّتِي جَعَلْتَهَا قَرَارًا  
لِلْأَنَامِ، وَ مَدْرَجًا لِلْهَوَامِ وَ الْأَنْعَامِ، وَ مَا لَا  
يُحْضِي مِمَّا يُرِي وَ مَا لَا يُرِي.

وَ رَبَّ الْجِبَالِ الرَّوَاسِيِّ الَّتِي جَعَلْتَهَا  
لِلْأَرْضِ أَوْتَادًا، وَ لِلْخُلُقِ اعْتِيادًا، إِنْ  
أَظْهَرْتَنَا عَلَى عَدُوِّنَا فَجَنِبْنَا الْبُغْيَ وَ سَدِّدْنَا  
لِلْحَقِّ، وَ إِنْ أَظْهَرْتَهُمْ عَلَيْنَا فَأَزْرَقْنَا  
الشَّهَادَةَ وَ اعْصَمْنَا مِنَ الْفِتْنَةِ.

أَيْنَ الْمَانِعُ لِلذِّمَارِ، وَ الْغَائِرِ  
عِنْدَ نُزُولِ الْحَقَّاَتِيِّ مِنْ أَهْلِ  
الْحِفَاظِ! الْعَامُ وَرَاءُكُمْ، وَ الْجَنَّةُ  
أَمَّا مَكُمْ!

-----☆☆-----

(۱۷۰) وَمِنْ ذُكْرِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَأُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا تُوازِنُ عَنْهُ سَيَّاءُ  
سَيَّاءً، وَ لَا أَرْضُ أَرْضًا.

[منہما]

مجھ سے ایک کہنہ والے ملے نے کہا کہ: اے ابن ابی طالب! آپ تو اس خلافت پر لچائے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کہ: خدا کی قسم! تم پر کہیں زیادہ حریص اور (اس منصب کی الہیت سے) دور ہوا اور میں اس کا اہل اور (پیغمبر ﷺ سے) نزدیک تر ہوں۔ میں نے تو اپنا حق طلب کیا ہے اور تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہو جاتے ہو اور جب اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں تو تم میرا رخ موڑ دیتے ہو۔ چنانچہ جب بھری محفل میں میں نے اس دلیل سے اس (کے کان کے پردوں) کو کٹا کھایا تو چونکہ اس طرح مبہوت ہو کر رہ گیا کہ اسے کوئی جواب نہ سوچتا تھا۔

خدا یا! میں قریش اور ان کے مددگاروں کے خلاف تجوہ سے مدد چاہتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے قطع رحمی کی اور میرے مرتبہ کی بلندی کو پست سمجھا اور اس (خلافت) پر کہ جو میرے لئے مخصوص تھی ملکرانے کیلئے ایکا کر لیا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ حق تو یہی ہے کہ آپ اسے لیں اور یہی حق ہے کہ آپ اس سے دستیردار ہو جائیں۔<sup>۵</sup>

[اس خطبے کا یہ جزو اصحابِ جمل کے متعلق ہے]

وہ لوگ (مکہ سے) بصرہ کا رخ کئے ہوئے اس طرح نکلے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر مرمت و ناموس کو یوں کھینچ پھرتے تھے جس طرح کسی کنیز کو فروخت کیلئے (شهر بشیر) پھرایا جاتا ہے۔ ان دونوں نے اپنی بیویوں کو تو گھروں میں روک رکھا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی بیوی کو اپنے اور دوسروں کے سامنے کھلے بندوں لے آئے تھے۔ ایک ایسے لشکر میں کہ جس کا ایک ایک فرد میری اطاعت تسلیم کئے ہوئے تھا اور برضاء و رغبت میری بیعت کر چکا تھا۔ یہ لوگ بصرہ میں میرے (مقررہ کردہ) عامل اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں اور

وَ قَدْ قَالَ قَائِلٌ: إِنَّكَ عَلَى هُذَا الْأَمْرِ  
يَا بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَحِيرِيْصٌ. فَقُلْتُ: بَلْ أَنْتُمْ  
وَاللَّهُ! لَا حَرَصٌ وَ أَبْعَدُ، وَ أَنَا  
أَحَصُّ وَ أَقْرَبُ، وَ إِنَّمَا طَلَبْتُ حَقًّا لِي  
وَ أَنْتُمْ تَحُولُونَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُ،  
وَ تَضْرِبُونَ وَجْهِيْ دُونَهُ، فَلَمَّا  
قَرَعْتُهُ بِالْحُجَّةِ فِي الْمُلَلِ الْحَاضِرِيْنَ  
هَبَّ، كَانَهُ بُهْتَ لَا يَدْرِيْ مَا  
يُجِيبُنِيْ بِهِ!

أَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَعْدِيْكَ عَلَى قُرْبَيْشٍ وَ مَنْ  
أَعَانَهُمْ! فَإِنَّهُمْ قَطَعُوْ رَحِيمٍ، وَ صَغَرُوْ  
عَظِيمٍ مَنْزِلَتِيْ، وَ أَجْمَعُوْنَا عَلَى مُنَازَعَتِيْ أَمْرًا  
هُوَ لِي. شَمَّ قَالُوا: أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ،  
وَ فِي الْحُقْقِ أَنْ تَمْرِكَهُ.

[منہما: فِي ذِكْرِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ]

فَخَرَجُوا يَاجْرُوْنَ حُرْمَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
كَمَا تُبَحِّرُ الْأَمَمُ عِنْدَ شِرَائِهَا، مُتَوَجِّهِيْنَ  
بِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ، فَحَبَسَا نِسَاءَ هُنَّا فِي  
بُيُوتِهِمَا، وَ أَبْرَزَا حَبِيْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
لَهُمَا وَ لِغَيْرِهِمَا، فِي جَيْشِ مَا مِنْهُمْ  
رَجُلٌ إِلَّا وَ قَدْ أَعْطَانِي الْطَّاعَةَ، وَ سَمَحَ لِي  
بِالْبَيْعَةِ، طَائِعًا غَيْرَ مُكْرِهٍ، فَقَدِمُوا عَلَى  
عَالَمِيْ بِهَا وَ حُرَّانَ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ

غَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِهَا، فَقَتَلُوا طَائِفَةً صَبَرًا،  
وَطَائِفَةً غَدَرًا.  
وہاں لے دوسراے باشدوں تک پہنچ گئے اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر  
مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کیا۔

خدا کی قسم! اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ناکردار گناہ  
مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لئے جائز ہوتا کہ میں  
اس تمام لشکر کو قتل کر دوں، کیونکہ وہ موجود تھے اور انہوں نے  
نہ تو اسے بُرا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی  
روک تھام کی، چہ جائیکہ انہوں نے مسلمانوں کے اتنے آدمی  
قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر ان پر  
چڑھ دوڑتے تھے۔

--☆☆--

فَوَاللَّهِ! لَوْلَمْ يُصِيبُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا  
رَجُلًا وَاحِدًا مُعْتَدِلًا لِرَقْبَتِهِ، بِلَا جُزُمٍ  
جَرَّأَهُ، لَحَلَّ لِي قَتْلُ ذُلِكَ الْجَيْشِ كُلِّهِ،  
إِذْ حَضَرَهُ فَلَمْ يُنْكِرُوهُ، وَلَمْ يَدْفَعُوا عَنْهُ  
بِلِسَانٍ وَلَا يَدِي. دَعَ مَا آنَهُمْ قَدْ قَتَلُوا مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ مِثْلَ الْعِدَّةِ الَّتِي دَخَلُوا  
بِهَا عَلَيْهِمْ!

-----☆☆-----

۴۔ حضرت عمر نے اپنے آخر وقت میں امیر المؤمنین علیہ السلام کے متعلق جس خیال کا اظہار کیا تھا اسی کو سعد ابن ابی و قاص نے شوری کے موقعہ پر  
دہراتے ہوئے حضرت سے کہا کہ: اے علی! آپ اس منصب خلافت کے بہت حریص ہیں، جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ: جو اپنا  
حق طلب کرے اسے حریص نہیں کہا جاسکتا، بلکہ حریص وہ ہے جو اس حق تک پہنچنے سے مانع اور سر را ہو اور نا امیت کے باوجود اسے حاصل  
کرنے کے درپے ہو۔

اس میں شک نہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے کو حق دار سمجھتے تھا اور اپنا حق طلب کرتے تھے لیکن اس حق طلبی سے حق ساقط نہیں ہو جاتا کہ  
اسے خلافت کے نہ دینے کیلئے وجہ جواز قرار دے لیا جائے اور اسے حرص سے تعیر کیا جائے اور اگر یہ حرص ہے تو پھر وہ ایسا تھا جو حرص کے  
پھندوں میں جکڑا ہوا نہ تھا۔ کیا انصار کے مقابلہ میں مہاجرین کی زور از ماری، ارکانِ شوری کی بائیکیں ملکش اور طلحہ وزیر کی ہنگامہ آرائی اسی حرص کا  
نتیجہ تھی؟ اگر امیر المؤمنین علیہ السلام کو منصب کا لالج ہوتا تو جب ابن عباس اور ابوسفیان نے بیعت قول کرنے کیلئے زور دیا تھا تو آپ تنائج و  
عواقب سے آٹھیں بند کر کے ان کے کہنے پر اٹھ کھڑے ہوتے اور جب دور ثالث کے بعد لوگ بیعت کیلئے ٹوٹ رہے تھے تو آپ بگوئے  
ہوئے حالات کا خیال کئے بغیر ان کی پیش کش کو فرما بقول کر لیتے۔ مگر آپ نے کسی موقعہ پر بھی ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ  
منصب و منصب کی حیثیت سے چاہتے ہیں، بلکہ خلافت کی طلب تھی تو صرف اس لئے کہ شریعت کے خدو خال بگونے نہ پائیں اور دین دوسروں  
کی خواہشوں کی آما جگاہ نہ بنے، نہ یہ کہ دنیا کی کامرانیوں سے بہرہ اندوڑ ہوں کہ جسے حرص کہا جاسکے۔

۵۔ مقصد یہ ہے کہ اگر وہ یہ نہ کہتے کہ میرا خلافت سے الگ رہنا بھی حق ہے تو میرے لئے اس پر صبر کرنا آسان ہوتا، اس خیال سے کہم ازکم میرے حق  
کا اعتراف تو ہے، اگرچہ اسے ادا کرنے کیلئے تیار نہیں۔

☆☆☆☆☆